113215-شارع کو مشقت مقصود نہیں

سوال

کراہت کی حالت میں بھی مکمل وضوء کرنے کا معنی کیا ہے ؟
کیا اس سے مقصود یہ ہے کہ سردیوں میں گرم پانی استعمال کرنا ممکن ہونے کے باوجود ٹھنڈا پانی استعمال کیا جائے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

وضوء میں مشقت برداشت کرنے کی فضیلت درج ذیل حدیث میں وارد ہے :

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالی گناہ مٹا دیتا ہے، اور اس کے ساتھ درجات بلند کرتا ہے ؟

صحابہ کرام نے عرض کیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کراہت اور ناپسندیدگی کی حالت میں بھی مکمل وضوء کرنا، اور مساجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا، اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ رباط ہے، یہی رباط ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (251).

اس کی شرح کرتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اسباغ الوضوء "وضوء مکمل کرنا.

"المکارہ" یہ شدید سردی کی حالت، اور جسم میں تکلیف وغیرہ میں ہوگا" انتہی

دیکھیں : شرح مسلم للنووی (141/3).

اور ابن سعد نے "طبقات الکبری" میں اپنی سند کے ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا :

"میرے بیٹے تجھے ایمان کی خصلتیں لازم کرنی چاہیں بیٹے نے کہا : وہ کیا ہیں ؟

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا :

گرمی کے دنوں میں شدید گرمی میں روزہ رکھنا، اور تلوار کے ساتھ دشمنوں کو قتل کرنا، اور مصیبت پر صبر کرنا، اور شدید سردی کے دن مکمل وضوء کرنا، اور ابر آلود والے دن نماز میں جلدی کرنا، اور ردغۃ الخبال کو ترک کرنا.

بیٹے نے عرض کیا: ردغۃ الخبال کیا ہے؟

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

شراب نوشی کرنا"

دیکھیں: الطبقات الکبری (359/3).

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ اس کا معنی مشقت کا قصد نہیں کہ آپ مقصد تلاش کریں، کیونکہ مشقت مقاصد شریعت میں شامل نہیں، اور نہ ہی شارع کی یہ مراد ہے، لیکن جب عبادت مشقت کے بغیر میسر نہ ہو تو اس حالت میں اجر و ثواب اور بڑھ جاتا ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اسباغ الوضوء علی المکارہ"

یعنی ناپسند کرتے ہوئے بھی انسان وضوء کرے، یا تو اس وجہ سے کہ اسے بخار ہو اور وہ پانی استعمال کرنے سے بھاگے، لیکن پھر بھی وضوء کر لے، یا پھر ٹھنڈ ہو اور اس کے پاس پانی گرم کرنے کا انتظام نہ ہو، تو وہ ناپسند کرتا ہوا وضوء کرے، یا پھر موسم ابر آلود ہو اور بارش ہو رہی جس کی بنا پر وہ پانی والی جگہ نہ پہنچ سکتا ہو تو اس کے باوجود وضوء کرے، بہر حال وہ مشقت اور ناپسندیدگی کی حالت میں وضوء کرے لیکن اس میں کوئی ضرر نہ ہو، اور اگر ضرر و نقصان ہو تو پھر وہ وضوء نہیں بلکہ تیمم کریگا، اس سے اللہ تعالی گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے.

لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ انسان اپنے اوپر مشقت کرے اور گرم پانی چھوڑ کر ٹھنڈے پانی سے وضوء کرے، یا پھر اس کے پاس پانی گرم کرنے کا انتظام تو ہو لیکن وہ کہے: میں گرم نہیں کرتا، اور ٹھنڈے پانی سے وضوء کرنا چاہتا ہوں تا کہ مجھے یہ اجر ملے، تو یہ مشروع نہیں؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{اللہ تعالی تمہیں سزا دے کر کیا کریگا؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو، اور ایمان لاؤ} النساء (147).

حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑے دیکھا تو فرمایا: یہ کیا؟

لوگوں نے عرض کیا: اس شخص نے دھوپ میں کھڑے ہونے کی نذر مان رکھی ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس سے منع کر دیا، اور اسے سایہ اختیار کرنے کا حکم دیا"

چنانچہ انسان نہ تو اس کا مامور ہے اور نہ ہی مندوب کے وہ مشقت اور نقصان والا کام کرے، بلکہ اس کے لیے جتنی بھی عبادت آسان ہو وہ افضل ہے، لیکن جب اذیت اور کراہت ضروری ہو تو اس پر اسے اجر و ثواب حاصل ہو گا؛ کیونکہ یہ اس کے اختیار کے بغیر ہے...

اور کثرۃ الخطا: کا معنی یہ ہے کہ انسان نماز کے لیے مسجد آئے چاہے دور ہی سے، اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ دور والا راستہ اختیار کرے، یا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے، یہ مشروع نہیں، بلکہ وہ اپنی عادت کے مطابق چلے، اور دوری کا قصد نہ کرے، یعنی مثال کے طور پر اگر اس کے گھر اور مسجد کے درمیان ایک قریب والا راستہ ہو اور ایک دور والا تو وہ قریب کا راستہ نہ چھوڑے، لیکن اگر مسجد دور ہو اور مسجد کی طرف جانا ضروری ہے تو یہاں مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھا کر جانا گناہوں کو مٹانے کا باعث ہو گا، اور اس سے درجات میں بلندی ہو گی" انتہی

دیکھیں : شرح ریاض الصالحین کتاب الفضائل باب فضل الوضوء (137/3) طبع مکتبۃ الصفا المصریۃ.

دوم :

ویب سائٹ میں سوال نمبر (113385) کے جواب میں یہ بیان ہوچکا ہے کہ عبادت میں مشقت کا قصد کرنا مشروع نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" بعض لوگوں کا یہ قول : (ثواب مشقت کے حساب سے ہوتا ہے) یہ مطلقا صحیح نہیں، جیسا کہ کچھ رہبانیت کی اقسام والے گروہ اس سے استدلال کرتے ہیں، اور بدعتی لوگ ان عبادات میں جو اللہ تعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں کیں جو اللہ تعالی نے حلال کیا تھا انہیں مشرکوں نے حرام کرلیا اس قبیل سے ہی ہیں.

مثلا : حد سے زیادہ بڑھنے والے جن کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذمت کرتے ہوئے فرمایا :

" حد سے تجاوز اور غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے "

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" اگر میرے لیے مہینہ طویل اور لمبا کردیا جائے تو میں ایسا وصال کرتا (یعنی مسلسل روزے رکھتا) جس سے تعمق کرنے والے اپنا تعمق چھوڑ دیتے یعنی معاملہ کی گہرائی میں جانا چھوڑ دیتے "

مثلا : حد سے زیادہ بھوک یا پیاس جو عقل اور جسم کو نقصان دے، اور واجبات یا مستحبات جو اس سے زیادہ فائدہ مند ہوں کی ادائیگی میں مانع ثابت ہو.

اور اسی طرح ننگے پاؤں رہنا، اور جسم پر کپڑے نہ رکھنا، اور پیدل چلنا جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اور انسان کو ضرر دے مثلا وہ ابی اسرائیل کی وہ حدیث جس میں ہے کہ اس نے روزہ رکھنے، اور کھڑا رہنے کی نذر مان رکھی تھی کہ وہ بیٹھے گا نہیں اور سایہ اختیار نہیں کریگا اور نہ ہی کلام کریگا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" اسے حکم دو کہ وہ بیٹھے، اور سایہ اختیار کرے، اور بات چیت کرے، اور اپنا روزہ پورا کرلے "

اسے بخاری نے روایت کیا ہے.

اور رہا مسئلہ اجر و ثواب اطاعت کے حساب سے ہے تو بعض اوقات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کسی آسان عمل میں ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالی نے اہل اسلام پر دو کلموں کی آسانی کی ہے اور یہ دو کلمے افضل اعمال میں سے ہیں اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :

" دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہی ہلکے ہیں، اور میزان میں بہت بھاری ہیں، رحمن کو بہت پیارے ہیں، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہیں "

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے.

اور اگر کہا جائے کہ :

عمل کی منفعت اوراس کے فائدہ کے مطابق اجر ہے تو پہلے کوامر کے ساتھ تعلق کی بنا پراور دوسرے کوفی نفسہ صفت سے متعلق ہونے کی بنا پر صحیح ہے.

اور عمل کا فائدہ اوراس کی منفعت بعض اوقات صرف امر کے اعتبار سے ہوتا ہے، اور بعض اوقات فی نفسہ صفت کے اعتبار سے، اور بعض اوقات دونوں کے اعتبار سے.

چنانچہ پہلے اعتبار سے وہ اطاعت اور معصیت میں تقسیم ہوتا ہے، اور دوسرا حسن اور برے میں تقسیم ہوگا.... رہااس کا مشقت والا ہونا تو یہ عمل کے افضل اور راجح ہونے کا سبب نہیں.

لیکن بعض اوقات فاضل عمل مشقت والا ہوسکتا ہے، تواس کا افضل ہونا غیر مشقت معنی کی بنا پر ہے، اور مشقت کے ساتھ اس پر صبر کرنا اس کے اجروثواب میں اضافہ کا باعث ہے تو مشقت کے ساتھ ثواب زیادہ ہوگا.

جس طرح حج اور عمرہ میں دور گھر والے کو قریب گھر والے سے زیادہ اجروثواب حاصل ہوگا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو عمرہ میں فرمایا تھا :

"تیرا اجر تیری تھکاوٹ کے مطابق ہوگا"

کیونکہ عمل میں مسافت کی دوری کے مطابق اجر ہے، اور دور والا شخص زیادہ تھکتا ہے تو اسے اجر بھی زیادہ ملے گا، اوراسی طرح جہاد ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا :

"قرآن مجید کا ماہر کرام البررہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو اسے پڑھنے میں مشکل سے دوچار ہے وہ اس پر گراں گزرتا ہے تو اسے ڈبل اجر ہے"

اکثر اوقات مشقت اور تھکان کے حساب سے ثواب زیادہ ہوجاتا ہے، اس لیے نہیں کہ عمل سے مشقت مقصود ہے، لیکن اس لیے کہ عمل کے ساتھ مشقت اور تھکان لازم تھی، یہ ہماری شریعت میں ہے جس میں ہم سے بوجھ اور طوق دور کردیے گئے ہیں، اوراس میں ہم پر کوئی حرج نہیں، اور نہ ہی اس میں ہم سے کوئی مشکل چاہی گئی ہے، اور ہم سے قبل والوں کی شرع میں ہوسکتا ہے ان سے مشقت مقصود ہو.

اور بہت سارے بندے یہ رائے رکھتے ہیں کہ مشقت وتکلیف اور تھکان مطلوب ہے اور یہ اللہ کے قرب کا باعث ہے؛ کیونکہ اس میں نفس کو لذات اور دنیا کی جانب میلان سے نفرت ہے، اور دل کا جسم سے تعلق میں انقطاع ہے، اور یہ بالکل اسی زہد اور رہبانیت سے ہے جو بے دین اور ہندو لوگوں وغیرہ کے ہاں پائی جاتی ہے.

اس لیے آپ انہیں اوران جیسے دوسرے مشابہ راہب قسم کے لوگوں کو شدید قسم کے مشقت اور تھکان والے اعمال وعبادات کرتے ہوئے دیکھینگے، حالانکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی بہتر انجام ہے، اور نہ فائدہ مگر قلیل سا جو اس عذاب کا مقابلہ نہیں کرسکتا جنہیں وہ پائینگے.

اس اصل فاسد کی نظیر یہ بھی ہے کہ بعض جاہل قسم کے لوگ مدح سرائی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں :

"فلاں شخص نے شادی نہیں کی، اور فلاں نے ذبح نہیں کیا، یہ ان راہبوں کی مدح ہے جو نہ تو شادی کرتے ہیں اور نہ ہی ذبح، لیکن مخلص اور حنفاء لوگ تو وہ ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں، اور نہیں بھی رکھتا، اور میں نے عورتوں سے شادی بھی کر رکھی ہے، اس لیے جو کوئی بھی میری سنت اور میرے طریقہ سے دور ہٹے گا اور بے رغبتی کریگا وہ مجھ میں سے نہیں"

یہ اشیاء ہی فاسد دین میں سے ہیں، اور یہ قابل مذمت ہے جس طرح کہ دنیا کی زندگی پر مطمئن ہو جانا قابل مذمت ہے" انتہی

دیکھیں : مجموع الفتاوی (10/620-623).

واللہ اعلم.